انڈونیشیا میں سیاسی کشمکش

جناب مظفر شاہ خلی صاحب ایم۔ اے

ایشیا اپنی گہری نیند سے جاگ چکا ہے اور اس میں نئی زندگی کی لہر دوڑتی دکھائی دیتی ہے ایشیا کی سب چھوٹی بڑی قومیں اپنے آزاد مستقبل کے لئے بے چین ہو رہی ہیں۔ اور ان کے دلوں میں آگے بڑھنے اور دنیا کی عام ترقی میں برابر کا حصہ لینے کی آرزوئیں تڑپ رہی ہیں اور وہ مغربی اثر و اقتدار کا جوا اتار کر اپنی آزادی اور خود مختاری کے جائز حق کو حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ مشرق بعید سے لے کر مشرق وسطیٰ تک ہر جگہ ایک عام بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ حالات کا رخ بدلا ہوا نظر آرہا ہے، مغربی شہنشاہیت کے بادل چھٹتے جاتے ہیں اور آزادی کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ مشرق کے افق پر نکلتا آرہا ہے۔

جنوبی مشرقی ایشیا میں جن ملکوں نے بیرونی اقتدار کے خلاف جدوجہد شروع کی، ان میں انڈونیشیا پیش پیش ہے، انڈونیشیا میں بڑی تیزی سے قومی تحریک نے زور پکڑا اور اپنی آزاد و خود مختار جمہوریت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

انڈونیشیا میں کوئی تین ہزار سے زیادہ جزیرے شامل ہیں۔ جن میں جاوا اور سماترا دو خاص جزیرے ہیں، جغرافیائی اعتبار سے یہ جزیرے دنیا میں سب سے خوبصورت اور مالدار جزیرے گنے جاتے ہیں، کیونکہ یہ قدرتی خزانوں سے مالا مال ہیں۔ ساری دنیا کی مختلف پیداوار میں انڈونیشیا کا جو حصہ ہے

ان کا فیصدی حساب یہ ہے، کونین ۹۱ فیصدی، ربڑ ۴۰ فیصدی۔ تانبہ اکیس فیصدی۔ چائے انیس فی صدی، کوکو انتیس فی صدی۔ ٹین بیس فیصدی۔ سیاہ مرچ بانوے فیصدی۔ تمباکو پچاس فیصدی، شکر پچیس فی صدی اور کپاس اکہتر فیصدی۔ لیکن قدرت کے ان بیش بہا خزانوں میں انڈونیشیا والوں کا کوئی حصہ نہیں۔ اب تک ان کا یہی کام رہا کہ اپنے ملک کی دولت سے دنیا کو فائدہ پہنچائیں اور خود مصیبت کی زندگی گذاریں، خود بھوکے ننگے رہ کر اپنے آقاؤں کی سرمایہ داری کو فروغ دیں۔ انڈونیشیا کی عام زبوں حالی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ وہاں کی تقریباً ستر فیصدی آبادی کا گذارہ چاول کی معمولی کاشت پر ہے۔ ان میں بہت سے لوگ صرف مچھلیاں پکڑ کر یا جانوروں کا شکار کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں، پیالہ بھر چاول اور مچھلی کا شوربہ ان کی عام غذا ہے۔ ان لوگوں کی سالانہ آمدنی کا اوسط کوئی تین پونڈ یا چالیس روپے ہے، تیس فیصدی باشندے لڑائی سے پہلے تیل کے کنووں، بڑے بڑے باغیچوں اور کانوں میں معمولی مزدوروں کی طرح کام کیا کرتے تھے ان لوگوں کی آمدنی کا اندازہ کوئی ۱۳ پونڈ یا ۱۷۵ روپے سالانہ ہے۔ غرض دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ یہ قدرتی دولت انڈونیشیا والوں کے لئے مصیبت کا سامان بن گئی۔ سرمایہ دار قوموں نے ان سرمایہ دارانہ غرضوں کے لئے انڈونیشیا میں قدم جمائے اور رفتہ رفتہ سیاہ وسفید کی مالک بن بیٹھیں۔

سب سے پہلے سولہویں صدی کے شروع میں پرتگالیوں نے انڈونیشیا کی سرزمین پر قدم رکھے، اس کے بعد دوسری یورپی قوموں کی آمد کا تانتا بندھ گیا اور یکے بعد دیگرے، اسپینی، فرانسیسی، ڈچ اور انگریز پہنچتے رہے۔ پہلے پہل تو انڈونیشیوں نے ان لوگوں کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا کیونکہ ان کے ذریعہ انڈونیشیا کی تجارت اور کچے مال کی کھپت کے راستے کھل گئے لیکن ان قوموں نے پنجے جما کر ہاتھ پیر نکالنے شروع کئے تو انڈونیشیوں کی آنکھیں کھلیں اور ان میں قومیت کا جذبہ بیدار ہوا۔

اور وہ بیرونی طاقتوں کے خلاف متحد ہونے لگے۔ اس بیداری نے آئندہ سیاسی تحریک کے لئے راستہ ضرور تیار کیا۔ لیکن انڈونیشیا کی باقاعدہ قومی تحریک نئے دور کی پیداوار ہے اس سے پہلے وہاں کسی باقاعدہ سیاسی تحریک کا وجود نہ تھا۔ قومی امنگیں بیدار ضرور ہو چکی تھیں مگر انھوں نے کوئی واضح صورت اختیار نہیں کی تھی۔

انڈونیشیا کی پہلی منظم تحریک کی ابتدا بیسویں صدی کے شروع میں ہوئی، ۱۹۰۵ء میں روس کے خلاف جاپان کی فتح اور جاپان کی نئی زندگی، ۱۹۱۲ء میں چینی جمہوریت کا قیام، ۱۹۱۷ء کا روسی انقلاب اور فلپائن اور ہندوستان کے دوسرے واقعات، پھر خود انڈونیشیا کی اندرونی بیداری، ان سب چیزوں نے مل جل کر انڈونیشیا کی قومی تحریک پر اچھا اثر ڈالا اور وہ روز بروز زور پکڑتی چلی گئی۔ اس طرح انڈونیشیا والوں کی ہمت بندھی اور ان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی گئی۔ غیر ملکیوں کے ہاتھوں انڈونیشیوں کو جس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا اس سے بھی اُن میں سیاسی شعور پیدا ہوا، غرض اندرونی اور بیرونی حالات کچھ اس طرح بدل چکے تھے کہ ان کا نتیجہ قومی بیداری کی صورت میں ظاہر ہونا لازمی تھا۔

سب سے پہلے ۱۹۰۹ء میں "شرکیت ڈاگنگ اسلام" کے نام سے ایک تجارتی ادارہ قائم ہوا اور اس کے بعد اسی قسم کی اور بہت سی جماعتیں فلاح و بہبودی کے لئے قائم ہوتی رہیں اس وقت تک ان جماعتوں کا براہِ راست سیاست سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ ان کا پہلا مقصد یہ ہی تھا کہ انڈونیشیا کی قومی تجارت کو بڑھایا جائے اور عام لوگوں کی اقتصادی حالت سدھاری جائے لیکن جوں جوں سیاسی بیداری پھیلتی گئی، ان جماعتوں کا رخ بھی بدلتا گیا، چنانچہ ۱۹۱۲ء میں "شرکیت ڈاگنگ اسلام" کا نام بدل کر "شرکیت اسلام" رکھا گیا اور پھر اس میں دوسری اسلامی جماعتیں بھی شامل ہو گئیں،

شرکیتِ اسلام کے ماتحت پہلی قومی کانگرس جولائی ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔ اس کانگرس میں شرکیتِ اسلام کو ایک مستقل سیاسی جماعت کی حیثیت دیدی گئی اور انڈونیشیا میں خودمختار حکومت اور آزاد ریاست کا قیام اس کا مقصد قرار پایا، سال بھر بعد یعنی ۱۹۱۷ء میں مکمل آزادی، اس کا نصب العین بن گیا اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے سیاسی جدوجہد شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن اس وقت انقلاب کی بجائے تدریجی اصلاح کا راستہ مناسب سمجھا گیا۔ چنانچہ "شرکیت اسلام" اور دوسری پارٹیوں کی طرف سے حکومت کے کام میں زیادہ سے زیادہ اختیار دینے کا مطالبہ کیا جانے لگا اور سب جماعتیں پارلیمانی طریقوں کو اپنے مقصد کے حصول کا ذریعہ سمجھنے لگیں۔

بالآخر مسلسل جدوجہد کے بعد ۱۸ مئی ۱۹۱۸ء کو حکومت کی طرف سے VolksRAD کے نام سے ایک مجلس منتظمہ قائم کی گئی، اور اس میں مختلف پارٹیوں کے نمایندے شامل کئے گئے، لیکن آگے چل کر انڈونیشیوں کو پتہ چلا کہ آئینی طریقوں سے وہ کامیابی کی منزل تک نہیں پہنچ سکے اب انھوں نے VolKSRAD سے باہر آکر براہِ راست تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح انڈونیشیا کی جنگ آزادی کا انقلابی دور شروع ہوا۔

انڈونیشیا میں ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۷ء کے درمیانی حصہ میں کمیونسٹ اثرات کو کافی فروغ ہ غریب اور امیر کی کشمکش کی ابتدا تو پہلے ہی ہو چکی تھی، سب سے پہلا اسٹرائک ۱۹۱۲ء میں Soerakarta میں ہوا۔ پھر ۱۹۱۷ء کے بعد سے انڈونیشیا کے سارے بڑے شہروں میں اسٹرائک ہونے لگے اور مزدوروں کی تحریک شروع ہو گئی، جگہ جگہ مزدوروں کی جماعتیں بننے لگیں اور انھوں نے اپنے مطالبات کے لئے باقاعدہ جدوجہد شروع کر دی۔ اب تو سارے انڈونیشیا اسٹرائک کی ہوا پھیل گئی اور حکومت کی طرف سے سخت قسم کی جوابی کارروائی ہونے لگی۔

انڈونیشیا کے جو نوجوان باہر تعلیم پا رہے تھے، انھوں نے بھی آزادی کی تحریک کو بڑی تقویت پہنچائی، ان لوگوں نے وطن واپس آکر انڈونیشیا کی سب سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کی، پھر انھوں نے اپنی ایک قومی جماعت بھی بنائی، جس کا نصب العین انڈونیشیا کی "مکمل آزادی" رکھا گیا، اس پارٹی کے قیام کے بعد سے انڈونیشیا کی قومی تحریک میں اور جان آگئی، دوسری طرف ڈاکٹر سوکارنو اپنی متواتر کوششوں کے بعد انڈونیشیا کی تمام جماعتوں کو ایک جھنڈے تلے اکھٹا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور سب جماعتوں کا ایک وفاق (فیڈریشن) قائم ہو گیا۔ اب یہ لوگ سمجھ گئے تھے کہ جب تک عوام کی طرف سے پر زور متفقہ آواز نہیں اٹھائی جائے گی۔ اس وقت تک کسی قسم کی آئینی تبدیلی ممکن نہیں، چنانچہ اب انڈونیشیا کی سیاسی تحریک کا ایک نیا دور شروع ہوا اور عدم تعاون کی بجائے تعاون کے ساتھ قومی امنگوں کو پورا کرنے کی کوشش ہونے لگی۔

۱۹۳۹ء میں جب دنیا نے ایک نئی کروٹ بدلی اور چاروں طرف جنگ کے خوفناک بادل منڈلانے لگے۔ تو انڈونیشیا میں بھی عام بے چینی پیدا ہوئی، ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء کو تمام سیاسی پارٹیوں کی کانفرنس بلائی گئی تاکہ ایک مشترک قومی محاذ قائم کیا جائے۔ اس کانفرنس نے ایک ایسی پارلیمنٹ کے قیام کا بھی مطالبہ پیش کیا۔ جس کے سارے ممبر عوام کے چنے ہوئے ہوں ساتھ ہی ایک قومی حکومت بھی بنائی جائے جو اس پارلیمنٹ کو جوابدہ ہو۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح انڈونیشیا والوں میں قومی شعور بڑھ جائے گا اور وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ انڈونیشیا کے دفاع کی کوشش کریں گے، جس سے ملک کی دفاعی حیثیت بہت مضبوط ہو جائے گی کیونکہ جب کسی قوم میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں دبا سکتی۔ انڈونیشیا میں جگہ جگہ اس جائز مطالبہ کی تائید و حمایت کی گئی۔ خاص کر نوجوانوں نے بڑے پُر جوش طریقہ پر

اس کی حمایت میں آواز اٹھائی۔ اس وقت انڈونیشیا کا نوجوان طبقہ پوری طرح بیدار ہو چکا تھا اور قومی ترقی کے لئے متحد ہو کر کام کر رہا تھا۔ ڈچ حکومت نے نازک حالات کو سوجھ بوجھ کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور انڈونیشیا کے اس متفقہ مطالبہ کو نامنظور کر دیا۔

۱۰ رمئی ۱۹۴۰ء کو جرمن فوج نے ڈچ نازیوں کی مدد سے ہالینڈ پر حملہ کیا اور ڈچ حکومت اس حملہ کی تاب نہ لا سکی اور اس نے بھاگ کر انگلستان میں پناہ لی۔ ہالینڈ کی اس شکست کے بعد خود بخود انڈونیشیا سے اس کا تعلق ختم ہو گیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ قاعدہ کے مطابق اب انڈونیشیا ایک آزاد ملک تھا، کیونکہ ہالینڈ کی بادشاہت ختم ہو چکی تھی، لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ حکومت کے سارے اختیارات گورنر جنرل کے ہاتھ میں آگئے اور اب وہ ملکۂ ہالینڈ کی طرف سے انڈونیشیا کا واحد مختار تھا۔

اس بحرانی دور میں بھی انڈونیشیا کی اندرونی حکومت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی صرف ڈچ حکومت کی طرف سے یہ وعدہ کیا گیا کہ جب ہالینڈ آزاد ہو جائے گا تو انڈونیشیا کی آئینی تبدیلی کے مسئلہ پر غور کیا جائے گا، اس مضحکہ خیز وعدے کا انڈونیشیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا، اور ان کا "خود مختار حکومت" کا مطالبہ روز بروز زور پکڑتا گیا۔

پرل ہاربر کے حملہ کے بعد لندن میں ملکۂ ہالینڈ نے جاپان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا اور اسی دن انڈونیشیا کے گورنر جنرل نے بھی اسی قسم کا اعلان کیا۔ گویا اب انڈونیشیا کو بھی اس کے باشندوں کی مرضی معلوم کئے بغیر لڑائی میں دھکیل دیا گیا۔ انڈونیشیا والے پہلے ہی سے نازیت اور فسطائیت کی بڑھتی ہوئی طاقت کو خطرے کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ اب جو بحرالکاہل میں جمہوریت کے خلاف بھرپور لڑائی چھڑی تو ان کے خطرات اور بڑھے کیونکہ اس وقت لڑائی ان کے سر پر آگئی تھی۔ جب جاپانی فوجیں انڈونیشیا پر بڑھیں اس وقت

انڈونیشیا کے بے تاج بادشاہ ڈاکٹر سوکارنو، سماترا، میں قید تھے، ڈچوں سے کہا گیا کہ ایسے موقع پر ڈاکٹر سوکارنو کو فوراً چھوڑ دیا جائے، تاکہ وہ پوری قوم کو جاپانیوں کے خلاف تیار کرا سکیں، اور جاپانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکے، لیکن ڈچوں کے کان پر جوں نہیں رینگی۔ اور ڈاکٹر سوکارنو جاپانیوں کی آمد تک قید میں پڑے رہے۔

۱۹ دسمبر ۱۹۴۲ء کو جاپانیوں نے بورنیو کے علاقے پر بمباری کی۔ اس کے بعد کئی جگہ خوفناک جنگ ہوئی، انڈونیشیوں نے بڑی بہادری کے ساتھ جاپانیوں کا مقابلہ کیا اور زبردست خونریزی ہوئی لیکن جاپانی اپنی فوجی اکثریت اور بڑی طاقت کی وجہ سے غالب آئے اور سارے انڈونیشیا پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ اس پر بھی انڈونیشیوں نے ہمت نہیں ہاری، بلکہ ان کے دلوں میں آزادی کا جذبہ اور بھڑک اٹھا، وہ اب بھی جاپانی شہنشاہیت کے خلاف لڑنے کو تیار تھے۔

جاپانیوں کو انڈونیشیا کی قومی تحریک کی طاقت کا اندازہ ہوگیا تھا اسی لئے وہ انڈونیشیا کا اندرونی انتظام انڈونیشیوں کو سپرد کرنے پر تیار ہوگئے۔ اور ایک عارضی حکومت بنادی گئی دراصل اس وقت جاپانی یہ چاہتے تھے کہ اپنی جنگی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے انڈونیشیا کے قدرتی ذرائع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور یہاں کے لوگوں سے اپنا کام لیں۔ اسی لئے انھوں نے انڈونیشیوں کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ انڈونیشیا کے دفاع کے لئے یہ سب کچھ کررہے ہیں لیکن انڈونیشی جاپانیوں کے اس فریب میں آنے والے نہ تھے، وہ ڈچوں کی طرح جاپانیوں کو بھی اپنی آزادی کا دشمن سمجھتے تھے، چنانچہ اب انھوں نے جاپانیوں کے چنگل سے آزاد ہونے کے لئے خفیہ تحریک شروع کردی۔

۱۹۴۳ء میں ڈاکٹر سوکارنو نے گوریلا فوج تیار کرنے کا کام شروع کیا اور جاپانیوں

کو بتایا کہ ہم اتحادی حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ انتظام کر رہے ہیں اس طرح ڈاکٹر سوکارنو نے درپردہ جاپانیوں کے خلاف ایک زبردست انقلاب برپا کرنے کا بندوبست کرلیا تھا۔ یوں ظاہرہ طور پر ڈاکٹر سوکارنو نے جاپانیوں سے صرف اس لئے تعاون کر رکھا تھا کہ وہ آسانی سے ان کے خلاف تیاری کرلیں ورنہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جاپانیوں اور ڈچوں میں کوئی فرق نہیں۔

۱۹۴۵ء کے شروع میں جاپانیوں کا زوال شروع ہوا اور وہ ہر جگہ اتحادیوں کے مقابلے میں پسپا ہونے لگے، جب انڈونیشیوں کو معلوم ہوگیا کہ جاپانی لڑائی ہارتے جارہے ہیں تو انھوں نے کھلم کھلا جاپانیوں کو اپنے ملک سے نکالنے کی تحریک شروع کردی، اور سینکڑوں نوجوان اپنے وطن کی آزادی کے لئے میدان میں آگئے۔

آخر توقع سے پہلے ہی جاپانیوں کے خاتمہ کا دن آپہنچا۔ ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو ہیروشیما پر پہلا ایٹم بم پڑا، اور وہ بالکل بھسم ہوکر رہ گیا۔ دو دن بعد ناگاساکی بھی ایٹم بم کا شکار ہوا، اور اس کے بعد فوراً ہی روس نے بھی جاپان کے خلاف اعلان جنگ کردیا، جاپان ان ناگہانی آفتوں کا مقابلہ نہ کرسکا اور اس نے مجبور ہوکر ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء کو اتحادیوں کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے اور ہار مان لی۔ انڈونیشیوں نے وقت سے پورا فائدہ اٹھایا، ان کے لیڈروں نے قومی فوج کی مدد سے جگہ جگہ اپنا قبضہ جمانے کی کوشش شروع کردی، ان لوگوں نے بہت سے ہتھیار اور گولہ بارود بھی چھین کر اپنے قبضہ میں کرلیا۔ دوسری طرف جاپانی افسروں کی انتہائی سختی اور کھلی مخالفت کے باوجود انڈونیشیوں نے ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء کو انڈونیشیا کی آزاد جمہوریت کا اعلان کردیا۔ ڈاکٹر سوکارنو جمہوریت کے پہلے صدر مقرر ہوئے، ساتھ ہی جمہوری اصول کے مطابق انڈونیشیا کے آئین کا ایک مسودہ بھی تیار کیا گیا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ انڈونیشیا میں جمہوریت کا تصور کوئی نیا نہ تھا۔ انڈونیشیا میں صدیوں پہلے سے دیہات میں پنچایتی نظام چلا آرہا تھا اور ہر علاقے کو کچھ نہ کچھ خودمختاری حاصل تھی، ان کی اقتصادی زندگی امدادِ باہمی کے اصول پر مبنی تھی۔

جمہوریت کے اعلان کے فوراً ہی بعد ایک کانفرنس بلائی گئی جس میں انڈونیشیا کی سب پارٹیوں کے لیڈر شریک ہوئے۔ اور ہر علاقے کے نمایندوں نے حصہ لیا۔ اس کانفرنس کا جلسہ دو دن تک ہوتا رہا۔ کانفرنس میں یہ طے پایا کہ ایک قومی کمیٹی بنائی جائے جو انڈونیشیا کے سارے انتظام کی ذمہ دار ہو۔ گویا یہ ایک ایسی مجلس انتظامیہ بنی جسے ملک کا سارا کاروبار سونپ دیا گیا۔ قومی کمیٹی نے سب سے پہلے انڈونیشیوں کو ہدایت دی کہ وہ اتحادی فوجوں کو ان کا کام نمٹانے میں مدد دیں، کیونکہ اسے امید تھی کہ جتنی جلدی جاپانیوں کو ہٹا کرنے اور اتحادی قیدیوں کو چھڑانے کا کام پورا ہو جائے گا۔ اتحادی فوجیں انڈونیشیا سے چلی جائیں گی۔

۱۹ اگست ۱۹۴۵ء کو قومی کمیٹی کی طرف سے ڈاکٹر سلطان شہریار کو وزارت بنانے کا کام سپرد ہوا، اور انھوں نے ایک باقاعدہ متوازی حکومت قائم کرلی، یہی حکومت صحیح معنوں میں انڈونیشیا کی آزاد اور خودمختار حکومت تھی کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ جب مارچ ۱۹۴۲ء میں ڈچ انڈونیشیا جاپانیوں کو کلیتاً سونپ کر الگ ہو گئے تو پھر انڈونیشیا پر اُن کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔ اب ہم نے جاپانیوں سے حکومت چھینی ہے اس لئے ہم خود اپنی قسمت کے مالک ہیں۔

لیکن ڈچ اب بھی انڈونیشیا پر اپنا حق سمجھ رہے تھے، اور دوبارہ اپنی حکومت قائم کرنے کی فکر میں تھے۔ ساری دنیا میں ان کی اس حرکت کو بری نظروں سے دیکھا گیا، لیکن وہ اپنے سامراجی طریقوں سے باز نہیں آئے۔ وہ اس حقیقت سے بھی آنکھیں بند کئے ہوئے تھے کہ اب ساری دنیا کا رنگ بدل چکا ہے۔ دنیا کی ساری دبی ہوئی قومیں ابھر چکی ہیں اور اب انھیں ڈنڈے

کے زور سے غلام نہیں بنایا جا سکتا۔

انڈونیشیوں کو پرچانے کے لئے ڈچ حکومت نے ۶ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو ایک نئی اسکیم پیش کی، جس میں مرکزی حکومت کو جمہوری اصولوں پر ترتیب دینے، نسلی فرق ختم کرنے اور انڈونیشیا کو ڈچ سلطنت میں برابر کا درجہ دینے کی تجویزیں رکھی گئی تھیں۔ لیکن ڈاکٹر سوکارنو نے ان تجویزوں کو یہ کہہ کر نامنظور کر دیا کہ ان میں کوئی نئی بات نہیں۔ اس کے بعد ڈچوں نے اپنے سامراج کے دوبارہ قیام کے لئے پوری طاقت سے کام لینا شروع کر دیا ان کی جگہ جگہ قوم پرستوں سے ٹکر ہوئی اور انڈونیشیا میں پھر ہتھیار بند لڑائی ہونے لگی۔

اتحادی فوجیں بھی اپنی غیر جانبداری کو نہ نبھا سکیں اور وہ بھی امن انتظام کے نام پر انڈونیشیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے نہیں چوکیں، حالانکہ اتحادی فوجوں کے افسر اعلیٰ نے برطانوی فوجوں کے انڈونیشیا میں اترتے وقت یہ اعلان کیا تھا کہ ہم نہایت ایمانداری سے اپنا کام پورا کریں گے اور اندرونی معاملات میں کوئی دخل نہ دیں گے لیکن فوراً اس اعلان میں کچھ اور لفظ بھی شامل کر لئے گئے جن کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت تک امن وامان کی ذمہ داری اُن پر رہے جب تک ڈچوں کی حکومت پوری طرح انڈونیشیا پر دوبارہ تسلط نہ جمالے۔

اسی کشمکش کے زمانے میں انڈونیشی جمہوریت کے نائب صدر ڈاکٹر عطا محمد نے ڈچوں کو نہایت مناسب مشورہ دیا کہ ان تمام جھگڑوں سے بچنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ڈچ انڈونیشی قوم کی آزاد حیثیت تسلیم کر لیں، اس کے بعد دونوں ملکوں میں، تجارتی، اقتصادی اور دوسرے بڑے قسم کے تعلقات قائم ہو سکتے ہیں، کیونکہ ظاہر ہے کہ انھیں ڈچوں سے کوئی ذاتی مخالفت نہیں، وہ تو صرف اپنی آزادی چاہتے ہیں، ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اخیر

ڈچوں سے ہر قسم کے تعلقات قائم رکھنے میں کوئی اعتراض نہیں، لیکن دوبارہ غلامی کے پھندے میں پھنسنے کو کسی طرح تیار نہیں، ان کا نعرہ ہے۔

"دوبارہ غلام بننے سے برباد ہوجانا بہتر ہے۔"

انڈونیشی جمہوریت کے صدر ڈاکٹر سوکارنو نے اتحادی قوموں سے بھی اپیل کی کہ وہ انڈونیشیا کے معاملہ میں دخل دیں اور دونوں ملکوں میں سمجھوتہ کرادیں، ان کا خیال تھا کہ اگر امریکہ، روس اور چین دلچسپی لیں اور بیچ میں پڑکر جھگڑا نمٹانے کی کوشش کریں تو آسانی سے سارے معاملات صاف ہوسکتے ہیں۔

کچھ عرصہ تک تو ڈچ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے اور انڈونیشیا میں میدان کا رزار گرم رہا۔ انڈونیشی تو عزم کرہی چکے تھے کہ کسی صورت میں بھی دوبارہ ڈچ راج قائم نہیں ہونے دیں گے۔ اسی لئے وہ ہر جگہ جان توڑکر ڈچوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ وہ اپنے پیدائشی حق کے لئے لڑرہے تھے، ان کا مطالبہ جائز تھا، ان کی آواز جگہ جگہ پہنچی، ساری دنیا اور خاص کر ایشیا میں ان کے مقاصد سے گہری ہمدردی پیدا ہوگئی۔ اور ڈچوں کی جارحانہ کارروائیوں کی سخت مخالفت ہونے لگی۔

بالآخر ڈچوں کی بھی آنکھیں کھلیں اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اب پرانا دور ختم ہوچکا ہے، اور زمانہ کی ہوا بدل گئی ہے، اب قوت کے زور پر کسی چھوٹی سے چھوٹی قوم کو بھی غلام نہیں رکھا جاسکتا، اس لئے انھوں نے انڈونیشی جمہوریت کو تسلیم کرلیا اور سمجھوتہ کی گفتگو شروع کردی، پہلے تو انڈونیشیا کے لفٹیننٹ گورنر جنرل ڈاکٹر فان موک کے ذریعہ سمجھوتے کی بات چیت ہوتی رہی، لیکن کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی، اس کے بعد ہالینڈ سے ایک کمیشن جنرل آیا اور انڈونیشی جمہوریت کے نمایندوں اور کمیشن کے ممبروں نے باقاعدہ گفت وشنید کے بعد

سمجھوتہ کا مسودہ تیار کرلیا۔ اسی سمجھوتہ کے مطابق ڈچ حکومت نے انڈونیشی جمہوریت کو باقاعدہ تسلیم کرلیا اور طے پایا کہ ڈچ ایسٹ انڈیز کے سب علاقوں کو ایک فیڈریشن کی صورت میں مجتمع کردیا جائے اور اس فیڈریشن کا نام ہو "ریاستہائے متحدہ انڈونیشیا" اس کے بعد ریاستہائے متحدہ انڈونیشیا اور ہالینڈ کی سلطنت کو ملا کر ایک یونین بنائی جائے۔ یہ یونین ۱۹۴۹ء تک قائم ہو جانی چاہیے۔ "ریاستہائے متحدہ انڈونیشیا" کا مشترک آئین بنانے کے لئے ایک نمایندہ اسمبلی کی تجویز بھی رکھی گئی، جس میں فیڈریشن کی سب ریاستوں کے منتخب کردہ نمایندے شامل ہوں۔ دفاع اور اہم بیرونی معاملات دونوں ملکوں کی مشترکہ ذمہ داری میں دیدیئے گئے۔

مولانا آزاد کی تازہ ترین علمی اور ادبی تصنیف

غبارِ خاطر

مولانا کے علمی اور ادبی خطوط کا دلکش اور عنبر بیز مجموعہ، یہ خطوط موصوف نے قلعہ احمد نگر کی قید کے زمانہ میں اپنے علمی محبِ خاص نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کے نام لکھے تھے جو رہائی کے بعد مکتوب الیہ کے حوالے کئے گئے۔ اس مجموعہ کے متعلق اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہ مولانا ابوالکلام جیسے مجمع فضل وکمال کی تالیف میں اپنے رنگ کی بے مثال تراوشِ قلم ہے ان خطوط کے مطالعہ کے بعد مصنف کے دماغی پس منظر کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے سطر سطر موتیوں سے ٹکی ہوئی ہے۔ قیمت مجلد خوبصورت گردپوش جدید ایڈیشن۔ چھ روپے۔

مکتبہ برہان دہلی قرول باغ